محمد ہارون عثمانی

مکتوبات: رام لعل بنام ڈاکٹر سلیم اختر

رام لعل (۱۹۲۳ء۔۱۹۹۶ء) کو پریم چند اور جدید افسانہ نگاروں کے درمیان ایک اہم کڑی مانا جاتا ہے، لیکن رام لعل کا تعارف صرف ایک افسانہ نگار کے بہ طور نہیں ہے بلکہ ان کی پہچان کے عناصر میں سفر نامہ، ناول، تنقید اور بچوں کا ادب بھی شامل ہیں۔ ڈاکٹر انوار احمد نے رام لعل کا مختصر سوانحی خاکہ یوں تحریر کیا ہے:

''رام لعل تین مارچ ۱۹۲۳ء کو میانوالی میں پیدا ہوئے، والد کا نام لچھمن داس چھابڑہ تھا، ان کے والد نے ''دل رُبا ٹاکیز'' کے نام سے ایک سنیما ہاؤس ۱۹۳۵ء میں اسی شہر میں تعمیر کروایا تھا۔ راجہ رام موہن رائے (رام لعل) نے ہندو ہائی اسکول، میانوالی سے ۱۹۳۸ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا، اسی سال نارتھ ویسٹرن ریلوے ورک شاپس، مغل پورہ، لاہور میں بطور اپرنٹس بھرتی ہو گئے، تربیتی کورس مکمل کرنے کے بعد ۱۹۴۱ء میں یہ امتحان پاس کیا اور اسی ورک شاپ میں ۱۹۴۳ء تک ملازم رہے، اس کے بعد ملازمت چھوڑ دی اور راول پنڈی جا کر سائیکلوں کا کاروبار کیا جس میں ناکام رہے، ۱۹۴۵ء میں پھر سے ریلوے کی ملازمت اختیار کی، جس سے مارچ ۱۹۸۱ء تک وابستہ رہے۔ شکنتلا دیوی سے ۱۵/اکتوبر ۱۹۴۳ء کو شادی ہوئی۔ پہلی کہانی ''تھوک''، ''خیام ویکلی'' لاہور میں ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی۔ ۱۹۷۸ء میں نارو تحیین رائٹرس یونین کی دعوت پر ناروے گئے، وہاں سے سویڈن، ڈنمارک، لندن اور ماسکو بھی گئے۔ سفرنامے ''زرد پتوں کی بہار'' (۱۹۸۲ء)، ''خواب خواب سفر'' (۱۹۸۳ء)، ناول ''کہر اور مسکراہٹ'' (۱۹۷۴ء)، 'نیل دھارا' (۱۹۸۱ء)، تنقید 'اردو افسانے کی تخلیقی فضا'' (۱۹۸۴ء)، ''دریچوں میں رکھے چراغ'' (۱۹۹۱ء)، بچوں کے لیے کتابیں ''ڈیڈی کی چوری'' (۱۹۸۵ء)، ''دادی ماں'' (۱۹۸۸ء)، ''رام لعل کی دل چسپ کہانیاں'' (۱۹۹۱ء) شائع ہو چکی ہیں۔ ۱۵/اکتوبر ۱۹۹۶ء کو لکھنؤ میں وفات پائی۔''[۱]

سوانحی خاکے میں درج کتابوں کے علاوہ افسانوں کے مجموعوں میں ''پکھیرو'' (۱۹۹۲ء)، ''اُکھڑے ہوئے لوگ'' اور پاکستان سے شائع شدہ ''ڈوبتا ابھرتا آدمی''، ناولوں میں ''سورج جیسی رات'' اور ''مٹھی بھر دھوپ'' دیگر کتب میں ''آم کے آم'' (انشائیہ) اور ''تبسم'' کے علاوہ افسانوں کے کئی انتخابات بھی رام لعل کے کریڈٹ پر موجود ہیں۔

اسی (۸۰) کی دہائی میں رام لعل کی پاکستان میں ڈاکٹر سلیم اختر[۲]، ۱۱/مارچ ۱۹۳۴ء کے ساتھ مراسلت رہی جو ۱۷ خطوط پر مشتمل ہے، ذیل میں حواشی کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔ یہ خطوط ڈاکٹر سلیم اختر صاحب نے فراہم کیے ہیں۔

(۱)

۲۵/اپریل ۱۹۸۰ء

۱۱/۳۹۔ آر بلٹی اسٹوری

چار باغ، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱

ڈیئر سلیم اختر صاحب آداب۔

آپ کا محبت بھرا خط مل گیا۔ شکریہ۔ آپ نے میرے تئیں خلوص کا جو اظہار کیا ہے وہ میرے لیے باعثِ فخر ہے۔ میں خود لاہور اور پورے مغربی پنجاب کو کبھی بھلا نہیں سکا۔ میری جڑیں وہیں پیوست ہیں۔ ان کی یاد تو مجھے ہمیشہ توانائی بخشتی ہی رہی لیکن اب کے وہاں جا کر مجھے جیسے تازہ خون مل گیا ہو۔ اسی وجہ سے میں خوشی سے سرشار ہو کر لوٹا۔ جن لوگوں نے مجھ سے محبت کی انھوں نے اپنی دریا دلی کا ثبوت بہم پہنچایا جو پنجاب کی روایات کا حصہ ہے لیکن اس سے میری شناخت کے جذبے کو بھی نیا اعتماد حاصل ہوا۔ کیوں کہ میں ہمیشہ خود کو پنجاب کے ہی ساتھ Identify کرتا ہوں۔[۳]

آپ کے ناولٹ[۴] کو ابھی شروع نہیں کر سکا۔ چند روز میں یہ ناولٹ جب ایک قسط میں زیر بحث آئے گا تو اسے فوراً پڑھ لوں گا اور اسے ہندی میں بھی ضرور منتقل کروں گا۔ میں خود ہی یہ کام کروں گا۔ میری بیٹی شاید گرمی کی چھٹیوں میں بیکانیر سے آئے گی اُس نے چھٹیوں میں یہ کام کرایا تو اور بھی اچھا ہوگا کیوں کہ وہ اُردو اور ہندی دونوں زبانیں جانتی ہے[۴]۔ اس سے پہلے پاکستان کے اچھے اچھے افسانے وہی ہندی میں منتقل کر رہی ہے۔ میرزا ریاض کا افسانہ ''بیالیس روپے'' اسی کا ترجمہ شدہ ہے۔ میرزا ریاض، مشکور حسین یاد اور دوسرے دوستوں سے میرا اسلام کہیے گا۔ غلام الثقلین نقوی سے بھی۔ آپ یہ نہ سوچیں کہ آپ مجھے اپنے یہاں بلا نہ سکے۔ آپ سے میری کئی ملاقاتیں کئی بہانوں سے ہو گئیں اور میری پاکستان یاترا کا مقصد پورا ہو گیا۔ دعوتیں تو ملنے کا بہانہ تھیں۔ آپ کے یہاں نہ سہی دوسرے دوستوں کے یہاں سہی۔ زیادہ فرق نہیں پڑا۔ لاہور میں اٹھارہ دن کے قیام میں اٹھارہ سو دوستوں سے مل لینا بھی ایک کارنامہ تھا۔

نیاز احمد صاحب[۵] کے یہاں میرا جو مسوّدہ پڑا ہے اسے آپ ضرور دیکھ لیجیے گا۔ جو افسانے کمزور معلوم ہوں انھیں نکال دیجیے گا، اور ان کی جگہ ''نقوش''، ''سویرا''، ''سیپ''، ''اوراق''، ''فنون''، ''افکار''، ''ادبی دنیا''، ''ادب لطیف'' وغیرہ سے ایک منتخب کر لیجیے گا۔[۶] یہ سارے رسالے آپ کی لائبریری میں ضرور ہوں گے۔ آپ کے کسی نہ کسی دوست کے یہاں بھی ضرور مل جائیں گے۔

سائرہ ہاشمی[۱۰] کا آپ نے جو دیباچہ لکھا ہے وہ بہت ہی فکر انگیز معلوم ہوا۔[۷] اِدھر میں نے آپ کے کئی دیباچوں کا حوالہ سفرنامے میں دیا ہے۔ دیباچہ نگاری میں آپ کے علاوہ احمد ندیم قاسمی، وزیر آغا اور میرزا ادیب کا نام بہت جگہ دکھائی دیا ہے۔ اب ایک نیا نام محمد علی صدیقی کا بھی اس فہرست میں شامل ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے شریف نقادوں کو ہر قلم کار گھیر لیتا ہے سلیم احمد جیسے شخص کے پاس ڈر کر کوئی نہیں جاتا۔

گورنمنٹ کالج والی فلم خراب ہو گئی کوئی بات نہیں، اس سے متعلق قسط لکھی جا چکی ہے اور اب پریس جا رہی ہے۔

جگن ناتھ آزاد سے ملاقات ہو گئی ہوگی۔

مخلص: رام لعل

(۲)

۲۴۔مئی ۱۹۸۰ء

۳۹/۱۱۔آر بلٹی اسٹوری

چار باغ، لکھنؤ ۲۲۶۰۱۶

برادرم ڈاکٹر سلیم اختر صاحب۔ آداب!

آج آپ کا خط ملا۔خوشی ہوئی۔یہاں بیٹھے ہوئے کئی لوگوں نے پڑھا بلکہ مجھے پڑھنے میں مدد دی۔جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ بہت ہی ہلکی سیاہی سے خط لکھتے ہیں اور کاغذ کی نیلی سطح میں گم ہو جاتی ہے۔کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ گہرے رنگ کی سیاہی استعمال کیا کریں۔یہ مشورہ میں اپنی ذاتی غرض کے لیے دے رہا ہوں تا کہ آئندہ میں آپ کے کسی ایک بھی لفظ یا کامہ یا نکتہ کو سمجھنے سے محروم نہ رہ جاؤں جن سے یقیناً محبت ہی ٹپکتی ہے۔

آج چندمنٹ کے لیے جگن ناتھ آزاد سے گاڑی پر ملاقات ہوئی تھی۔وہ جموں سے بنارس جا رہے تھے۔انھوں نے پاکستان کے طوفانی سفر کا جلدی جلدی حال سنایا اور خوشی ہوئی کہ دونوں ملکوں کی خوش گوار فضا میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔امید ہے ڈاکٹر وزیر آغا، انتظار حسین اور احمد ہمیش بھی مطمئن ہو کر ہندوستان سے لوٹے ہوں گے۔اگر انتظار حسین نے ''مشرق'' میں اپنے سفر کے حالات لکھے ہوں تو ان کا تراشا ضرور بھجوایئے گا۔

آپ کے ناولٹ پر جولائی کے بعد ہاتھ لگا پاؤں گا۔تب تک سفر نامہ ختم ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے جون کی چھٹیوں میں میری بیٹی بیکانیر سے آ جائے۔بہر کیف آپ اطمینان رکھیے۔آپ کا کام پورے خلوص سے کیا جائے گا اور مجھے خوشی ہوگی۔

سفر نامے میں جگہ جگہ آپ کا ذکر ہے۔آپ نے بیشتر ادیبوں کے دیباچے یا فلیپ پر آراء لکھی ہیں میں نے آپ کے حوالے سے بھی کئی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔

امید ہے میرزا ریاض، مشکور حسین یاد، ڈاکٹر غلام الثقلین نقوی اور دوسرے احباب بخیر ہوں گے۔اُن سب تک میرا سلام محبت پہنچا ئیں۔شاید میرے دوست ڈاکٹر نریش جو اُردو کے شاعر اور افسانہ نگار اور پنجاب یونیورسٹی کے استاد ہیں آپ سے جون کے ماہ میں آ کر ملیں گے۔میں اُنھیں آپ کا پتہ دے دوں گا۔ان کو اردو ہندی اور پنجابی تینوں زبانوں پر یکساں قدرت حاصل ہے اور تینوں زبانوں میں لکھتے ہیں۔

آپ کا مخلص

رام لعل

(۳)

یکم اکتوبر ۱۹۸۰ء

بھائی سلیم اختر۔آداب!

خط ملا۔ناولٹ کا ترجمہ میرے ایک دوست سامنت کر رہے ہیں۔مجھے دکھا جاتے ہیں۔میری دائیں آنکھ کا موتیا بند کا ۹/۹ کو آپریشن ہوا ہے۔ابھی نئی عینک نہیں لگی۔لکھنے پڑھنے میں دِقت ہوتی ہے۔

انتظار حسین کے سفرنامے کے تراشے ملے تھے۔اس سے ہندوستان کے ادیبوں اور دانشوروں کے تعارف کا مقصد حل نہیں ہو سکا۔اسے محض دل چسپ ہی کہہ سکتا ہوں۔

تازہ ''بیسویں صدی'' میں آپ کے شب و روز بھی دیکھے۔جی خوش ہو گیا۔مشکور حسین یاد کی کتابیں ساری پڑھ لی ہیں۔بہت اچھا لکھتے ہیں۔اب میرزا ریاض کی پڑھوں گا۔پھر وقت ملا تو پاکستانی کتب پر ایک طویل مطالعہ لکھوں گا۔

سب دوستوں کو میرا اسلام کہیے۔

آپ کا: رام لعل

(۴)

۲۹۔دسمبر ۱۹۸۰

پیارے سلیم اختر، خوش رہو۔نئے سال کی مبارک باد قبول کرو۔

تمہارا خط ابھی ابھی ملا جس پر کوئی تاریخ نہیں تھی۔حسبِ معمول۔یہ سوچو کہ مستقبل کا محقق اس خط کو کون سے دَور میں رکھ کر اپنا کام کرے گا؟

جس وقت یہ خط ملا اس وقت سامنت میرے پاس بیٹھا تھا۔اس کا خط اس کے حوالے کر دیا۔وہ تمھارے ناول کے پہلے باب کا ہندی ترجمہ سنانے کے لیے آیا تھا۔جسے میں نے سن لیا اور جگہ جگہ مناسب تبدیلیاں کر دیں۔عربی کی آیتوں کے صحیح تلفظ کے لیے کسی مولوی سے رجوع کرنے کے لیے کہہ دیا۔میں زیر زبر کے جھگڑے میں کیوں پڑوں؟ خیر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ترجمے کا کام شروع ہو گیا ہے۔تم نے الٰہ آباد کے کسی ہندی پبلشر کا نام لکھا تھا۔پھر سے لکھ بھیجو تا کہ مسوّدے کی ایک کاپی اُسے بھجوائی جائے گی اور ایک تمھیں براہِ راست۔

''پلک'' میرے پاس باقاعدگی سے آتا ہے۔اس میں فاروقی کا انٹرویو جب بھی چھپے گا اسے دیکھ لوں گا۔البتہ تم ایسا کر سکتے ہو کہ اُس کے لیے میرے سفرنامے پر ایک باتصویر دل چسپ وشگفتہ تبصرہ بھجوا سکتے ہو۔تصویریں تمھیں لاہور کے کئی محلّوں (ہر ایک محلّہ آباد کیسے ہوتا ہے) سے مل جائیں گی جہاں جہاں میں گیا تھا۔لیکن پہلے ارشد، نیاز، یا ملک صاحب سے پوچھ لینا کہیں محنت ضائع نہ ہو جائے۔

مسوّدہ پاس ہو گیا۔یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی۔اب تم اس پر ایک بصیرت افروز (میرے لیے) مقدمہ لکھ کر نیاز صاحب کو دے دو۔اس بہانے میری کہانیاں بھی پڑھ لو گے اور ان کا ''عبرت انگیز'' مطالعہ بھی تمھاری زیرِ ترتیب کتاب کے لیے کام آ جائے گا۔میں نے کچھ اور (پانچ!) کہانیاں بھی اسی کتاب میں شامل کرنے کے لیے آغا سہیل کے پاس بھجوائی تھیں۔اُمید ہے انھیں مل گئی ہوں گی۔ورنہ آپ ہی جا کر لے لیں (سائیکل دوڑانا پڑے گی) اگر یہ کہانیاں بھی اُس کتاب میں شامل ہو جائیں تو کتاب نہ صرف ضخیم بلکہ کافی حد تک نمائندہ ہو جائے گی۔

پاکستان سے لوٹ کر میں نے نہ صرف پاکستان کی محبتوں پر سفرنامہ لکھا (جس کی آپ نے یملا جٹ کی مقبولیت کے حوالے سے تعریف کی ہے) بلکہ ٹی وی پر اور آل انڈیا اُردو سروس سے بھی انٹرویو دیے اور مضامین نشر کیے۔یہ میں نے آپ ہی کو

سنانے کے لیے ایسا کیا تھا لیکن آپ کانوں میں روئی ٹھونس کر بیٹھ گئے۔ وجہ نہ معلوم۔ خیر۔ اب 7/1/81 کو رات پونے نو بجے اُردو سروس سے ہی ایک شہر نامہ پیش کروں گا۔ خدا بھلا کرے سننے والوں کا اگر یہ خط اب انہوں نے آپ تک بروقت پہنچا دیا تو سن لیجیے گا۔۔ دیکھا میں نے خط تم سے شروع کیا اور اب آپ پر اتر آیا ہوں۔ اس میں تمہاری ''محترم و مکرم'' شخصیت کا جادو تو نہیں ہے۔ آئندہ آپ سے شروع کروں گا۔

''اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ'' مل گئی تھی اس کی توصیفی رسید نیاز صاحب کو بھجوادی تھی۔ اس کتاب کے بارے میں جن لوگوں کی شکایات آپ کے پاس پہنچی ہیں ایک شکایت میری بھی بڑھا لیجیے گا اور ہاں ہر ایڈیشن میں ان لوگوں کے نام یا باب نکالنے والی حرکت سے باز رہیے، جن سے کسی نہ کسی وجہ سے (دعوت نہ دینے پر) ناراض ہو جاتے ہیں۔ اگر اس میں ترمیم کر کے (حاشیوں پر) بھجوا سکو تو اس کتاب کا پہلا ایڈیشن لکھنؤ سے چھپوایا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں جواب جلد ملنا چاہیے۔ کتاب میرے پاس ہے آپ صرف صفحوں اور سطروں کے نمبر لگا کر ترمیمیں بھجوا دیجیے۔

مشکور حسین یاد کو میرا اسلام خصوصی دیں۔ یار انھوں نے خاصا مرعوب کر دیا ہے۔

مخلص: رام لعل

(۵)

۴رفروری ۱۹۸۱ء

ڈیئر ڈاکٹر سلیم اختر صاحب!

آداب۔ آپ کا مضمون ۱۹۸۰ء کی نثری مطبوعات پر یہاں ''قومی آواز'' میں کل ری پروڈیوس ہو گیا تھا جس کا تراشا منسلک ہے۔ یہ ''قومی آواز'' کو پریس ایشیا انٹرنیشنل سے ملا تھا۔ میں نے آپ کا بھجوایا ہوا ''مشرق'' کا تراشا ''مفاہیم''، گیا کو بھجوایا تھا۔ اُمید ہے وہاں بھی چھپ جائے گا۔

آپ کے لیے میں نے دو کتابیں ایک مسیح الزمان کی اور دوسری انیس الشعراء، نسرین شگفتہ (کراچی پی ٹی وی کمپیئر و اسٹار) کے ذریعے یہاں سے ۳۰رجنوری کو بھجوادی تھیں جنھیں وہ محمد علی صدیقی کے حوالے کر دیں گی اور وہ آپ کو بھجوا دیں گے دونوں کے پتے درج ہیں:

۱۔ نسرین شگفتہ، 46 عامل کالونی، نمبر ا، گُرو مندر، کراچی 5۔

۲۔ محمد علی صدیقی، A-592، بلاک J، نارتھ ناظم آباد، کراچی 33۔

آپ دونوں کو خط لکھ کر اپنی کتابوں کے بارے میں معلوم کر لیں۔ یہ آپ کی زیرِ تکمیل کتاب (اُردو مراثی کی مختصر ترین تاریخ) کے لیے بہت ہی مفید ہوں گی۔

ہمارے طاہر تونسوی صاحب کہاں ہیں؟ اُنھیں میرا منسلکہ خط ضرور بھجوا دیں۔

مشکور حسین یاد اور میرزا ریاض کو آداب کہیں اور ڈاکٹر غلام الثقلین نقوی کو بھی۔

مخلص: رام لعل

(۶)

۲۴/اپریل ۱۹۸۵ء
شانتی نکیتن
ڈی۔۲۲۹۰، اندرانگر، لکھنؤ ۲۲۶۰۱۶

ڈیئر سلیم اختر صاحب، آداب!

خط مل گیا تھا۔ ہزاری باغ سے۔ آپ اپنے افسانوں کا مسوّدہ جلد بھجوادیں۔ ناشر سے گفتگو کر چکا ہوں۔ تصویر بھی ساتھ بھجوائیں اور فلیپ پر دینے کے لیے۔ مختصر سوانحی / بائیوڈیٹا اور۔ افسانوں کے بارے میں رائے بھی۔ رائے تو میں بھی لکھ دوں گا لیکن بائیوڈیٹا کی سخت ضرورت ہے۔

افسانوں کی کتاب جلد بھجواؤں گا، بنڈل آجائے تو آپ کا مضمون ''رام لعل اور لاہور''۔ نریندر ناتھ سوز کی مرتب کی ہوئی کتاب ''رام لعل۔ شخصیت اور فن'' میں شامل ہے۔ جس کی آفسیٹ کتابت میں دیکھ چکا ہوں۔ یہ کتاب جون میں آجائے گی۔

نیاز صاحب کو میری کتاب چھاپنے میں اتنی تاخیر نہیں کرنی چاہیے تھی۔ خیر۔

آپ کا: رام لعل

(۷)

یکم جون ۱۹۸۵ء
شانتی نکیتن
ڈی۔۲۲۹۰، اندرانگر
لکھنؤ ۲۲۶۰۱۶

ڈیئر سلیم اختر آداب!

آپ کا خط ملا۔ آپ کے دوست بڑے بے وفا ہیں۔ انھوں نے آپ تک میرا ایک بھی خط نہیں پہنچایا جب کہ میں نے ہر خط کا جواب بھجوایا تھا۔ اب براہِ راست لکھ رہا ہوں۔

آپ کو میں نے لکھا تھا کہ اپنا مسوّدہ بھجوادیجیے سیمانت پرکاشن سے چھپ جائے گا۔ ان سے بات ہوگئی تھی۔

''اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ'' میں انڈیا کے اُردو ادب کو شامل کرنے کی تجویز اچھی ہے۔ آپ کے خط کی نقلیں مختلف رسائل کو بھجوار ہا ہوں۔ ''یوپی اُردو اکادمی'' کے ''خبرنامہ'' میں بھی یہ خط شائع ہوجائے گا۔

میں اپنی ساری کتابیں تو نہیں بھجوا سکوں گا کہ وہ سب میرے پاس اب ہیں بھی نہیں۔ جو ہیں ان کی ایک ایک کاپی محفوظ ہے۔ جنھیں بوجوہ جدا نہیں کرسکتا۔ نئی کتابیں رفتہ رفتہ بھجواتا رہوں گا۔

''میرے منتخب افسانے'' اس ماہ کے دوسرے ہفتے تک بھجوادوں گا۔ دہلی سے کتابیں منگوانی ہیں۔ یہی کتاب اور (ناول) ''سورج جیسی رات'' سویڈن میں بھی چھپ گئی ہیں۔ اس ماہ کے آخری ہفتے میں اسٹاک ہوم جارہا ہوں۔ وہاں سے لے کر آؤں گا تو بھجوادوں گا۔

دو کتابیں اسی ماہ کے آخر تک چھپ جانے کی امید ہے۔اُردو افسانے کی نئی تخلیقی فضا (میرے مضامین) اور ''رام لعل۔ فن اور شخصیت'' (مرتب نریندر ناتھ سوز)۔آخر الذکر کتاب میں آپ کا مضمون ''رام لعل اور لاہور'' شامل ہے۔جس رسالے نے نمبر چھاپنے کا پروگرام بنایا تھا وہ بند ہو گیا۔اس لیے اس کے لیے منگوائے گئے مضامین اسی کتاب میں شامل کر دیے گئے۔

ایک اور کتاب ''رام لعل حیات اور خیالات'' از ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی اگلے سال آئے گی۔ایک اور کتاب ''باقی سوالات'' (رام لعل سے لیے گئے انٹرویوز) مرتب ڈاکٹر صبیحہ انور بھی اسی کے ساتھ شائع ہو گی اور انشا اللہ میرے ناول ''مٹھی بھر دھوپ'' کا دوسرا ایڈیشن بھی اسی کے ساتھ آسکتا ہے۔

ہاں میرے افسانوں کے مجموعے ''اُکھڑے ہوئے لوگ'' کا دوسرا ایڈیشن اسی سال کے آخر تک شائع ہو جائے گا۔ شاید کچھ پہلے ہی۔

آپ ڈاکٹر سیّد محمد عقیل، صدر شعبۂ اُردو الٰہ آباد یونیورسٹی، الٰہ آباد کو خط لکھ کر تاریخ ادب اردو منگوالیں، جو ڈاکٹر اعجاز حسین (مرحوم) نے لکھی تھی۔اب عقیل صاحب نے اس میں اضافے کیے ہیں۔

اس خط کے ساتھ اپنا بائیوڈیٹا بھجوا رہا ہوں۔

آپ کا: رام لعل

(۸)

۲۸۔جون ۱۹۸۵ء

رام لال نابھوی، دیوان اسٹریٹ، نبھا (پی۔ایچ) انڈیا۔

مکرمی و محترمی، ڈاکٹر سلیم اختر صاحب!

آداب!

''ہماری زبان'' یکم جولائی ۱۹۸۵ء میں آپ کا مراسلہ خط ''اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ'' کے سلسلے میں پڑھا۔میں اپنا Bio data ارسال خدمت کر رہا ہوں۔

میں اپنی دو کتابیں ''تبسم'' اور ''آم کے آم'' بذریعہ رجسٹری ارسال خدمت کر رہا ہوں۔

میں کوشش کروں گا کہ کچھ مقالات نقل کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کر دوں۔ان میں سے ایک مقالہ ''منشی پریم چند: اُردو میں نئے افسانے کے بانی''، ''نگار'' کراچی شمارہ ۵/۴ سال ۱۹۸۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔

میری مزاحیہ شاعری پاکستان کے کچھ پرچوں سے مل سکتی ہے۔مثلاً ''نیرنگِ خیال''، ''اردو پنچ''، ''تخلیق'' اور میرے انشائیے، مزاحیہ خاکے پاکستان کے جن پرچوں میں چھپے آپ کو مل سکتے ہیں۔میں کوشش کروں گا کہ کچھ کلام بھی ارسال کروں۔

آپ مجھ سے جو خدمت لینا چاہیں، حاضر ملوں گا۔

نیازمند: رام لعل

(۹)

۸ جولائی ۱۹۸۵ء
شانتی نکتن، ڈی ۲۲۹۰، اندرانگر
لکھنؤ ۲۲۶۰۱۶

ڈیئر سلیم اختر صاحب آداب!

آپ کے دونوں مسوّدے مل گئے۔ آپ کے افسانے دیکھ کر سوز صاحب سے بات کروں گا۔ امید ہے یورپ جانے سے پہلے ان کے حوالے کر کے جاؤں گا۔ ہوسکتا ہے دونوں مسوّدے ایک ہی کتاب میں آجائیں۔ اس طرح کتاب ضخیم ہو جائے گی۔

لیکن یہ فیصلہ سوز صاحب کریں گے کہ وہ دو کتابیں چھاپتے ہیں یا ایک۔ آراء بھی مل جائیں گی۔ مجھے فرصت ملی تو دیباچہ بھی ضرور لکھ دوں گا لیکن یورپ سے لوٹنے کے بعد۔ یوں بھی ان کتابوں کی اشاعت ۱۹۸۶ء میں ممکن ہو سکے گی۔

آپ کا خط بھارتی ادیبوں کے نام، کئی اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور اسے دوسرے اخبارات بھی نقل کر رہے ہیں۔ امید ہے Response اچھا ہوگا۔

آپ کا: رام لعل

یورپ میں میرا پتہ یہ ہوگا۔

C/O Waleed Meer,Helgestebodarna ,19300 Sigtuba, sweden

(۱۰)

۳۱/اکتوبر ۱۹۸۶ء

رام لال نابھوی، دیوان اسٹریٹ، نبھا (پی۔ ایچ) انڈیا۔

مکرمی ومحترمی۔ آداب

آپ کا خط محررّہ ۹/۹/۸۵ میرے سامنے ہے۔

''شاعر'' جولائی ۸۶ء انشائیہ نمبر میں آپ کا مضمون ''انشائیہ کیا نہیں؟'' پہلی بار نظر سے گزرا۔ نہ جانے یہ پہلے کب اور کہاں چھپا۔ ''شاعر'' نے غالباً اسے نقل کیا ہے۔

آپ مجھ پر اتنا کرم فرمائیں کہ میری دونوں کتابوں پر نہیں تو انشائیوں والے مجموعے ''آم کے آم'' پر اپنی رائے مجھے ارسال فرمائیں۔ اس کی سخت ضرورت پڑ گئی ہے۔ ورنہ میں نے پورے ایک سال میں کبھی آپ کو نہیں لکھا۔ آپ آزادانہ رائے دیجیے گا۔ چھپوا کر تراشہ بھجوا دیں تو آپ کا کرم۔ میری پہلی کتاب ''تبسم'' کا تیسرا ایڈیشن اور ''آم کے آم'' کا دوسرا ایڈیشن چھپ گئے ہیں۔

ان پر ۶/ اکادمیوں سے انعامات ملے ہیں۔ مگر میں نے یہ ذکر سرِ راہ ہی کیا ہے۔

جواب اور تبصروں کا منتظر

رام لعل نابھوی

(۱۱)

یکم دسمبر ۱۹۸۶ء
شانتی نکتن، ڈی ۲۲۹۰، اندرا نگر
لکھنؤ ۲۲۶۰۱۶

برادرم ڈاکٹر سلیم اختر صاحب آداب۔
آپ کا خط مع دیباچے کی نقل موصول ہو گیا۔ آپ نے جس خلوص سے یہ دیباچہ تحریر فرمایا ہے اس کے لیے شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ مجھے یقین ہے اس کتاب کے قارئین بھی اس دیباچے کو بڑی دل چسپی سے پڑھ سکیں گے۔
آپ نے میرے افسانوں میں ''براجمان'' عورتوں میں سے ہزار بچوں والی ماں (بختاں دائی) اور نیا کوارٹر (سکینہ) کی جس انداز سے نشان دہی کی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے، اور میرے خیال میں ''قبر'' کی نسرین بھی اسی توجہ کی محتاج تھی۔
اس وقت تو میں آپ کے دیباچے کی روشنی ہی میں یہ سطور لکھ رہا ہوں پوری کتاب میرے سامنے آئے گی تو میں سارے افسانوں پر پھر ایک نظر ڈالوں گا۔۹
پچھلے ہفتہ دلّی گیا تھا۔ سیمانت والے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے اس لیے ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ کی کتاب ۱۹۸۷ء میں آ جائے گی۔ کتابت ابھی شروع نہیں کی گئی۔ ایک کاتب کے حوالے کر کے واپس لے لی گئی تھی۔ اب ایک اور اچھے کاتب کی تلاش ہے۔

آپ کا: رام لعل

[نیاز صاحب سے کہیں کہ مجھے چار پانچ کاپیاں ضرور بھجوا دیں۔]

(۱۲)

۱۴ر جنوری ۱۹۸۷ء
نامی پریس بلڈنگ
نخاس، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳

برادرم سلیم اختر صاحب آداب!
آپ کا خط مل گیا۔ 1986ء کے ادب کا آپ کا جائزہ بہت اچھا ہے۔ اسے ''آفتابِ عالم'' میں شامل کر رہا ہوں اور اخبار بھی ارسال ہوگا۔ یہ اخبار میری ادارت میں 19 جنوری سے نکلنا شروع ہوگا۔ دعا کیجیے کہ کام یاب ہو اور مسلسل نکلتا رہے۔
رسمِ اجراء کی تقریب کی صدارت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب اور اِجراء ڈاکٹر سیّد کلب صادق صاحب فرمائیں گے۔
اس کے لیے آپ اپنے یہاں کی ادبی خبریں بھجوایا کریں اور لاہور و کراچی کے اہم روزناموں کے پتے بھی ارسال کریں۔
آپ کے خطوط پوسٹ کرا دیے ہیں۔
گذشتہ ماہ دہلی گیا تھا، سیمانت والوں سے ملاقات ہوئی تھی۔ آپ کے افسانوں کا مجموعہ 1987ء میں آ جائے گا یہ پروگرام میں شامل ہے۔

گذشتہ سال میرا بھی Hattrick ہوا۔ لکھنؤ، لاہور اور دہلی سے تین افسانوی مجموعے شائع ہو گئے۔

آپ کا
رام لعل

(۱۳)

یکم نومبر ۱۹۸۷ء
شانتی نکیتن، ڈی ۲۲۹۰، اندرا نگر
فیض آباد روڈ، لکھنؤ ۲۲۶۰۱۶

ڈیر سلیم اختر صاحب،

آداب! بہت دنوں سے خیریت نہیں معلوم ہوئی۔

''الفاظ'' (دو ماہی) کی ادارت میرے سپرد کی گئی ہے۔ اس کے لیے آپ کی ایک نئی وشاہ کار کہانی چاہیے۔ امید ہے یہ کام پہلی فرصت میں ہوگا۔ میں منتظر رہوں گا۔

نیک خواہشات کے ساتھ۔

آپ کا: رام لعل

(۱۴)

۲۳ر دسمبر ۱۹۸۷ء
شانتی نکیتن ڈی 2290 اندرا نگر
لکھنؤ 22601

ڈیر سلیم اختر صاحب۔

آداب! افسانہ ملا۔ شکریہ اور مضمون بھی۔ شمس الرحمٰن فاروقی کو رجسٹری سے آپ کا لفافہ بھجوا دیا ہے۔ وہ اب پوسٹ ماسٹر جنرل پٹنہ (بہار) ہیں۔

آپ کا گذشتہ سالانہ جائزہ نہیں چھپ سکا تھا۔ اس لیے کہ جس روزنامہ اخبار کا میں ایڈیٹر تھا وہ چار صفحات کا تھا، یعنی بہت چھوٹا۔ اس کا ادبی ایڈیشن بھی میں نہیں نکالتا تھا اور اب اُسے چھوڑ بھی چکا ہوں۔ آپ کے دونوں تراشے جو اس سے متعلق تھے خلیق انجم اور حسن کمال (پٹنہ) کو بھجوا دیے ہیں۔ اب جو جائزہ بھجوایے تو وہ چھپا ہوا نہ ہو۔ وقت پر مل جائے گا تو ''الفاظ'' میں شامل کر دیا جائے گا۔

''مختصر تاریخ اُردو ادب'' میں میرا ذکر کہیں نہیں آیا بلکہ ہندوستان کے کسی ادیب کا ذکر نہیں آیا۔ اس طرف ضرور توجہ دیں۔ ہمارے یہاں عام طور پر پاکستانی ادب کو نظر انداز نہیں کیا جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔

اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

آپ کا: رام لعل

۱۶/اپریل ۱۹۸۸ء
شانتی نکیتن ڈی ۲۲۹۰،
اندرا نگر لکھنؤ ۲۲۶۰۱۶

ڈیئر سلیم اختر صاحب آداب۔

آپ کا خط خورشید جہاں نے بھجوا دیا تھا۔ آپ نے صحیح لکھا ہے کہ ''الفاظ'' پر میری چھاپ نہیں ہے اور اس شمارے میں پہلے سے پڑا ہوا میٹر چھاپ دیا گیا ہے۔

لکھنؤ میں بیٹھ کر علی گڑھ کا جریدہ مرتّب کرنا بہت مشکل کام ہے جب کہ ساتھ دو اور ایڈیٹر بھی لگے ہوئے ہوں۔ میں نے تو صرف ''اُردو دنیا'' سے میٹر منگوا کر (کئی شماروں کا) وہاں بھجوا دیا ہے۔ اور اس میں دیر بھی نہیں لگی۔ رسالے میں نیا پن لانے کے لیے میں نے جو تجاویز رکھی تھیں وہ اُن، پر بوجوہ عمل نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا اب میں خاموش ہوں۔

آپ کی کتابیں وہاں چھپ رہی ہیں۔ یہاں بھی چھپ جائیں گی۔ پبلشر کے پاس بے شمار مسوّدے جمع ہو گئے ہیں۔ کچھ غلطی میری بھی ہے کہ اتنے سارے مسوّدے منگوا کر اس کے حوالے نہیں کرنا چاہیے تھے یہ وہی پبلشر ہے جس نے کئی سال پہلے آپ کا ہندی میں ناول چھاپا تھا۔ غالباً ''آتش رفتہ''! پچھلے ہفتے یہاں آئے تھے۔ میں نے ان سے گزارش کر دی تھی کہ جو مسوّدے منظور ہو چکے ہیں یا جن کی کتابت کرا چکے ہیں انہیں پہلے چھاپ دیں۔

سنگِ میل کے نیاز صاحب سے کہیے کبھی کبھی اپنی خاص خاص مطبوعات کے نیاز حاصل کرنے کا موقع اُسی طرح دے دیا کریں جیسے پہلے دیا کرتے تھے۔ اُدھر انھوں نے کیا کیا چھاپا ہے اس کا بس ذرا سا پتہ اسی وقت چلتا ہے جب کہیں بتصرہ ہو جاتا ہے اور اس پر سنگِ میل کا نام بھی ہوتا ہے۔

انھوں نے عباس خان کی ایک ضخیم تصنیف ''راکھ کا ڈھیر'' شائع کی تھی جس میں ان کا ایک ناول ''زخم گواہ ہیں'' بھی شامل تھا۔ کیا آپ نے یہ ناول پڑھا؟ آپ جیسے بلند مرتبہ نقاد کو ''زخم گواہ ہیں'' ضرور دیکھ لینا چاہیے کہ پوری اُردو فکشن میں، کچہریوں میں خجل خوار ہونے والے طبقے کے بارے میں ایک بھی ایسی تخلیق اتنی گہرائی و گیرائی سے نہیں پیش کی گئی ہے۔ یہ اہم کام صرف عباس خان نے کر دکھایا ہے جو اپنی منکسر المزاجی کی وجہ سے تنقید و تبصرے سے بالکل بے نیاز ہے۔ شاید اسی وجہ سے ''زخم گواہ ہیں'' کا تنقیدی مضامین میں چرچا نہیں ہوا۔ یہ کام آپ کو ضرور کرنا چاہیے اور ہو سکے تو اُردو ''ادب کی مختصر ترین تاریخ'' کے نئے ایڈیشن میں اس کا ذکر تفصیل سے کیجیے گا۔ اس کے علاوہ دوسرے مضامین میں بھی۔

مارچ کے آخری ہفتے میں فیض پر ایک کافی حد تک اچھا سیمینار لکھنؤ میں ہوا۔ پاکستان، انگلستان، رُوس اور دوسرے ممالک سے بھی اہلِ قلم آئے تھے۔

سرحد پار سے ایلس فیض، سلیمہ ہاشمی، کشور ناہید، جمیل الدین عالؔی اور پروفیسر ممتاز حسین آئے تھے۔ مشاعرے میں عطاالحق قاسمی، حمایت علی شاعؔر اور حسن رضوی بھی تھے۔

عطا اپنے مضامین کا ایک نیا خوبصورت مجموعہ دے گئے۔

لندن سے افتخار عارف اور رالف رسل آئے تھے۔ رالف رسل کے ساتھ تفصیلی گفتگو رہی۔ اُنھیں میں نے ٹی وی کے

لیے بھی ریکارڈ کیا تھا۔ ہماری گفتگو ابھی ٹیلی کاسٹ نہیں ہوئی۔ کوشش کروں گا کہ ٹیپ کرلوں اور اسے لکھ کر کہیں چھپوا بھی دوں۔

میں نے آپ کے یہاں آنے کا پروگرام اب اگست میں بنایا ہے جب میں اور میری اہلیہ یورپ سے اسی راستے سے لوٹیں گے۔ خدا کرے یہ پروگرام اسی طرح بنے جس طرح سوچا گیا ہے۔ نیاز صاحب کو میرا اسلام کہیے گا۔

نیک خواہشات کے ساتھ۔

آپ کا: رام لعل

(۱۶)

۲۲ جون ۱۹۸۶ء

ڈیر سلیم اختر صاحب۔

آداب!

آپ کا خط مل گیا تھا۔ اور ڈاکٹر نیّر مسعود صاحب نے آپ کے افسانوں کا مجموعہ ''کڑوے بادام'' بھی عنایت کر دیا تھا۔ سارے افسانے فوراً پڑھ لیے تھے۔ ہم عصر افسانے میں آپ کی اہمیت ہے۔ کئی معاملات میں آپ کافی ''بولڈ'' ہیں اور یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ اُردو افسانے کو آپ نے بڑے فنّی التزام کے ساتھ حقیقت نگاری کے قریب کر دیا ہے۔

آپ دہلی اور علی گڑھ تک آئے۔ لکھنؤ نہ آسکے۔ اس میں آپ کو معذرت خواہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ میرا ہی نقصان ہوا۔ اگر مجھے آپ کا دہلی کا پروگرام پہلے سے مل جاتا تو میں خود حاضر ہو جاتا۔ خیر خوشی ہوئی کہ آپ کی ہر جگہ بڑی پذیرائی ہوئی۔ اہلِ ہند پاکستانیوں کی طرح فراخ دل تو واقع نہیں ہوئے ہیں لیکن پھر بھی آپ ان سے مطمئن لوٹے ہیں تو اس پر میں بھی ایک اطمینان محسوس کر سکتا ہوں۔

آپ کا مسوّدہ ابھی تک سیمانت پرکاشن کے پاس رکھا ہوا ہے۔ ان کے پاس مسوّدات کا ڈھیر سا لگ گیا ہے۔ گذشتہ سال انھیں بچوں کی کتابیں چھاپنے کا پروجیکٹ مل گیا تھا اس لیے ہم آپ سب کی کتابیں التوا میں پڑ گئیں۔

انھوں نے عرصے سے میرے کسی خط کا جواب بھی نہیں دیا ہے۔ دوبار دہلی گیا تو وہ وہاں موجود نہیں تھے۔ باہر گئے ہوئے تھے۔ شاید اسی ماہ یا اگلے ماہ مجھے پھر وہاں جانا ہوگا۔ وہاں کی پوری صورتِ حال معلوم کر کے آپ کو لکھوں گا۔

نیک خواہشات کے ساتھ۔

آپ کا: رام لعل

(۱۷)

۲۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء

شانتی نکیتن ڈی ۲۲۹۰،

اندرا نگر لکھنؤ ۲۲۶۰۱۶

فون: ۲۳۳۰۷۷

ڈیئر ڈاکٹر سلیم اختر صاحب آداب!

ماہنامہ ''معلّمِ اُردو'' لکھنؤ کے ''میری پہلی تخلیق نمبر'' کی ترتیب میرے ذمّے ہے۔ اس کے لیے آپ کے فوری تعاون کا طالب ہوں۔

۱۔ آپ کی پہلی تخلیق کا فوٹو اسٹیٹ، رسالے وأس کے ایڈیٹر کا نام اور صفحہ نمبر۔
۲۔ آپ کا فوٹو اور آپ کے اپنی پہلی تخلیق کے بارے میں موجودہ تاثرات۔
خدا کرے، آپ بخیر ہوں۔

آپ کا: رام لعل

حواشی:

۱۔ انوار احمد، اردو افسانہ: ایک صدی کا قصہ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷ء ص ۲۵۔۲۲۴۔

۲۔ اُردو کے معروف استاد، ادیب، نقاد اور افسانہ نگار ہیں۔ لاہور میں قیام پذیر ہیں۔ بہ کثرت کتب شائع ہو چکی ہیں۔ تحقیقی و تنقیدی مضامین اس کے علاوہ ہیں۔ ''اُردو کی مختصر ترین تاریخ''، ''ادب اور لاشعور''، ''تنقیدی دبستان''، ''نفسیاتی تنقید'' وغیرہم معروف ترین کتب ہیں اور پاکستانی جامعات کے نصاب میں شامل ہیں۔

۳۔ رام لعل کا تعلق پنجاب سے تھا۔ ان کی پیدائش میانوالی کی تھی اور تعلیم کی تکمیل اور روزگار کا آغاز بھی لاہور اور راولپنڈی سے ہوا، اس لیے وہ اپنی پہچان پنجاب بتاتے تھے۔

۴۔ سلیم اختر، ضبط کی دیوار (ناولٹ)، لاہور: مکتبۂ عالیہ، ۱۹۷۷ء۔

۵۔ رام لعل یا ان کی صاحب زادی اس کا ترجمہ نہ کر سکیں۔ کسی سامنت صاحب نے اس کا ترجمہ کیا تھا جو ۱۹۸۰ء میں ہندوستان سے شائع ہوا۔ اگلے ایک خط میں رام لعل صاحب نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۶۔ نیاز احمد اردو کے معروف ناشر اور سنگِ میل پبلی کیشنز کے مالک ہیں۔

۷۔ پاکستان سے رام لعل کے افسانوں کا مجموعہ ''ڈوبتا ابھرتا آدمی'' کے عنوان سے سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور نے ۱۹۸۶ء میں شائع کیا۔

۸۔ ڈاکٹر سلیم اختر نے سائرہ ہاشمی کے افسانوں کے مجموعے ''ریت کی دیوار'' کا دیباچہ لکھا تھا۔

۹۔ ''رام لعل: شخصیت اور فن'' ۱۹۸۸ء میں نئی دہلی سے شائع ہوئی۔ بحوالہ محمد سعید (مرتّب)، ڈاکٹر سلیم اختر (کوائف/کتابیات/اشاریہ)، لاہور: ٹی اینڈ ٹی پبلشرز، ۲۰۰۲ء ص ۶۵۔

۱۰۔ ڈاکٹر سلیم اختر نے رام لعل کے پاکستان سے چھپنے والے افسانوں کے مجموعے ''ڈوبتا ابھرتا آدمی'' کا دیباچہ لکھا تھا۔ محولہ بالا ص ۱۰ تا ۱۶۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ انوار احمد (۲۰۰۷ء)، ''اردو افسانہ: ایک صدی کا قصہ''، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔
۲۔ سلیم اختر (۱۹۷۷ء)، ''ضبط کی دیوار''، مکتبہ عالیہ، لاہور۔
۳۔ محمد سعید (مرتب: ۲۰۰۲ء)، ''ڈاکٹر سلیم اختر (کوائف، کتابیات، اشاریہ)''، ٹی اینڈ ٹی پبلشرز، لاہور۔